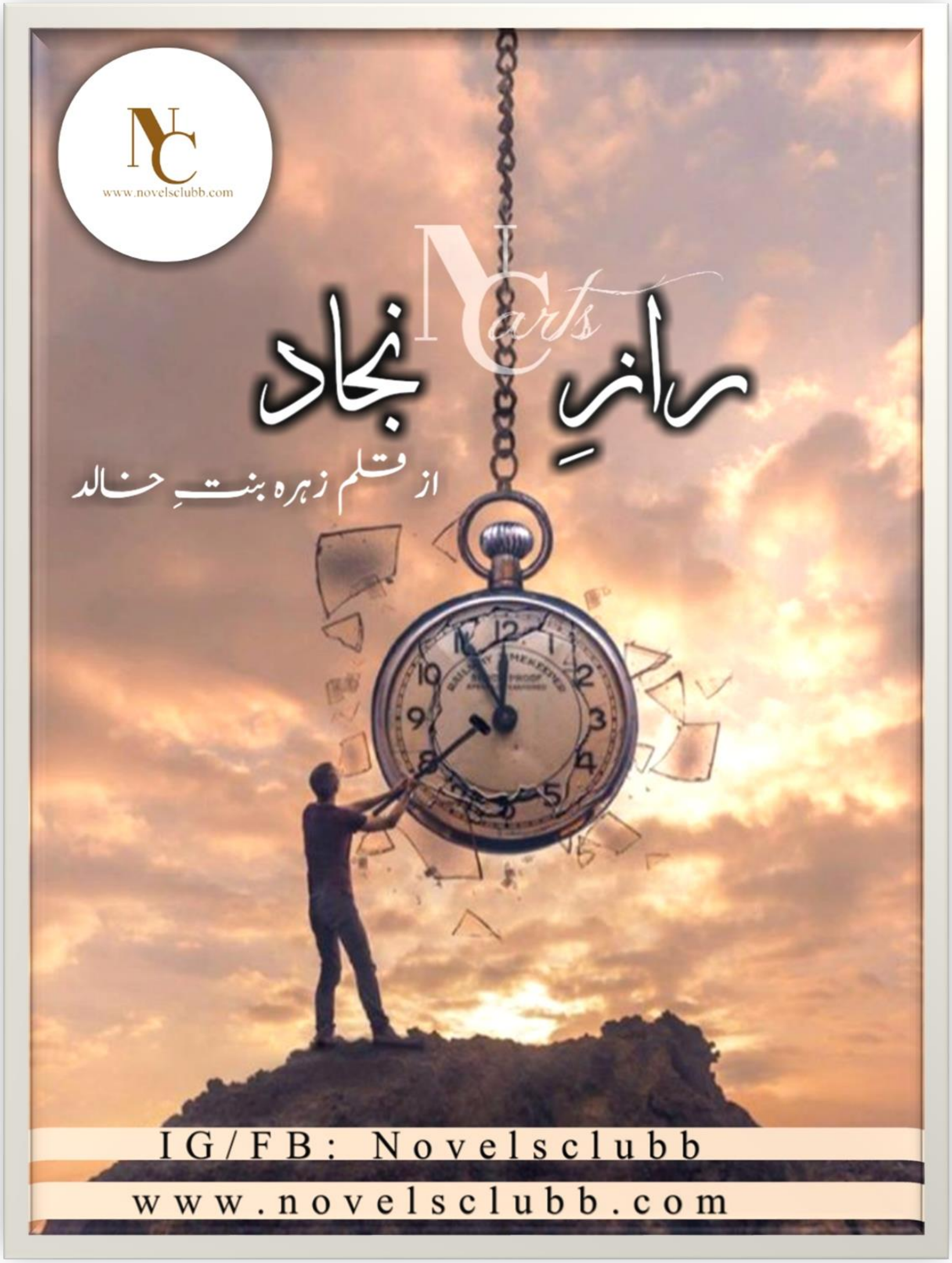
www.novelsclubb.com
رازِ نجاد
از قلم زہرہ بنتِ خالد
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

رازِ نجاد

از قلم

زہرہ بنتِ خالد

www.novelsclubb.com

"In the middle of storm"

کہتے ہیں جب محبت ہو جائے اور پھر اس کا اعتراف بھی خود سے ہو جائے، تو انسان خود سے بھی نظریں چرانے لگتا ہے۔ کچھ ایسا ہی حال مصفرہ کا تھا۔ وہ جذبات کو روندنے والی لڑکی اب خود سے اعتراف کر بیٹھی تھی کہ اسے اگر دنیا میں کوئی شخص سکون پہنچا رہا تھا تو وہ صرف براق مرزا تھا۔ نہ صرف وہ خود سے نظریں چرا رہی تھی بلکہ وہ براق سے بھی نظریں ملاتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ گاڑی جب اپارٹمنٹ کے آگے رکی تو وہ چونکی تھی۔ براق نے سٹرینگ پر ہاتھ جمائے فرصت سے اسے دیکھا تھا۔ وہ شرمندہ سی ہوتی گاڑی سے نکل کر اندر بھاگ گئی۔ براق نے اسے پکارنا چاہا لیکن وہ ایسے سرپٹ بھاگی کہ وہ حیران رہ گیا۔ اس کا ہر انداز براق کو بھلا لگ رہا تھا۔ وہ اب اپنی اپنی لگتی تھی۔ وہ پہلے کی طرح بری نہیں لگتی تھی۔ وہ جب اس کی نظروں میں دیکھا کرتا تھا، اسے وہ اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

شاید دھڑکن کی روانی میں یا پھر سانسوں کی مالا میں۔۔وہ طے نہ کر پایا۔ سر جھٹک کر مسکراتا، بالوں میں انگلیاں چلاتا وہ بھی گاڑی سے نکل کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔

========

اب وہ سارے پھر سے بیسمنٹ میں موجود تھے۔ مصفرہ اب کی بار فریش سی مہرون کھلی سی شرٹ کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہنے ہوئے، بالوں کو جوڑے میں باندھے، سٹالر گلے میں لاپرواہ سے انداز میں ڈالے، فلوقت سنجیدہ بیٹھی تھی۔ وہ خود کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کر آئی تھی۔ وہ خود پر اختیار کھونا نہیں چاہتی تھی۔ پگلی انجان تھی کہ محبت میں اختیار محبوب کے نام ہوتے ہیں۔ یہ بے اختیار ہوتی ہے اور پھر بے انتہا ہوتی ہے۔ اور ایسی محبتیں زندگی میں ایک ہی بار ہوتی ہیں۔

"یہ بہت بڑا رسک ہے۔"

ملسا نے پریشانی سے مصفرہ کو دیکھتے ہوئے بولا جو حد درجہ سنجیدہ تھی۔ براق نے ایک نظر اسے دیکھا جس نے ایک بار بھی نگاہیں اٹھا کر اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ چاہتا

تھا وہ نگاہیں اٹھائے تو اس کی جانب بھی دیکھے۔ جانے کیوں وہ اس کی نظروں کے ملاپ کے لیے تڑپ رہا تھا۔

مجھے اس کی آواز کا مرہم چاہیے

اس سے کہو میرا نام پکارے

"ہم رسک کو سوچتے رہے تو کبھی بھی مشن پورا نہیں کر پائیں گے۔"

مصفرہ نے تسلی بخش لہجے میں بولا لیکن اس کی آواز میں سنجیدگی موجود تھی۔

"مصفرہ! تم ایک آخری بار سوچ لو۔ تمہاری جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔"

حماس نے پریشانی سے کہا تھا۔ وہ دونوں اب کافی قریب ہو گئے تھے۔ وہ اسے تنگ بھی کرتا تھا اور اسے مکمل بھائی والا احساس بھی دلاتا تھا۔ وہ جیسے مصفرہ کے کسی پرانے زخم کو دھو رہا تھا، وہ بھی انجانے میں۔ حماس مرزا! مصفرہ کا اعتبار۔۔۔ بھائی کے رشتے پر دوبارہ بحال کر رہا تھا۔

"اگر ہم پلین کے مطابق چلیں گے تو کوئی مسلئہ نہیں ہو گا۔ براق سر نے بولا ہے نا وہ وقت پر پہنچ جائیں گے۔"

مصفرہ نے اپنے ازلی سرد تاثرات سے کہا۔ براق کو اس کے چہرے پر کوئی بھی تاثر چاہ کر بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ اس کا دل بے چین ہوا۔ اب سب کی نظریں براق پر تھیں۔ اس نے اپنی سرمئی آنکھوں کو تسلی آمیز انداز میں جھپک کر سب کے پریشان دلوں پر پیوند کا کام کیا۔

مصفرہ نے چور نظروں سے براق کی جانب دیکھا تھا جو کسی گہری سوچ میں مبتلا سامنے پڑے لیپ ٹاپ کو دیکھ رہا تھا۔ یکدم کسی احساس کے تحت اس کی نظریں اٹھی تھیں اور سیدھا مصفرہ پر گئی تھیں، جس نے سیکنڈز کے اندر ہی اپنی نظریں پھیر لی تھیں۔ براق سر جھٹک کر مسکرا دیا۔ اب دل کی حالت کچھ بہتر ہوتی محسوس ہوئی۔ نظروں کا تصادم تو جیسے بے چین دل پر ٹھنڈی پھوار برسا کر اسے پر سکون کر گیا تھا۔ کب ہو گیا وہ ان بھوری آنکھوں کا دیوانہ؟؟ لیکن مصفرہ کیس کا سب سے مشکل حصہ سرانجام دینے جا رہی تھی۔

کچھ دیر کی ڈسکشن کے بعد وہ کھانے کی میز پر آ گئے۔ کھانا کھانے کے بعد معمول کے مطابق چائے پینے لگے۔ مصفرہ آج کچھ حد تک خاموش تھی۔ منسا نے اسے کہنی ماری تو متوجہ ہوئی۔

"ہاں؟"

اس نے ابرو اچکائے سوال کیا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟"

منسا کا بلند آواز میں کیا سوال سب کو متوجہ کر گیا۔ اب سب فکر مندی سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ مصفرہ نے لب تر کیے۔

"کچھ نہیں بس ہلکا سا سر درد تھا۔ شاید ہسپتال میں ادویات کی بدبو تھی۔ چائے پیوں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔"

اس کی بات پر سب نے سر ہلا دیا۔ جبکہ حماس فکر مندی سے بولا۔

"اگر زیادہ درد ہے تو دوا لے کر آرام کر لو۔"

اس کے مشورے اور پریشان آواز پر وہ مسکرا دی۔

"ارے نہیں! بس چائے پیوں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔ چائے ہر مرض کی دوا ہے۔"

مصفرہ نے کپ اٹھا کر اسے دکھایا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گیا۔ وہ واقعی اس کی پرواہ کرتا تھا۔ تنگ بھی کرتا تھا۔ بہت بولتا بھی تھا۔ لیکن مصفرہ کو کبھی کوفت نہیں ہوئی تھی۔ وہ اس کی ہر بات پر ہنس دیتی۔ اس کے فضول قسم کے خیالات پر وہ کئی بار تو حیران بھی ہوتی کہ اس کا دماغ کس اینگل میں کام کرتا لیکن خیر وہ کیا کر سکتی تھی۔

مصفرہ کا ماننا تھا کہ حماس اپنے 'بڑے بھائی' سے بہت مختلف ہے۔ اس کا بڑا بھائی جہاں سنجیدہ اور کم گو تھا، وہیں حماس جہاں ہوتا وہاں مسکراہٹیں پھیلا دیتا۔

ابھی بھی وہ مسکرا دی تھی اور پھر کچھ باتوں کے بعد سب اپنے کمروں میں چلے گئے۔ براق کا دل چاہا کہ وہ مصفرہ کو روک کر پوچھے کہ کیوں وہ اسے اگنور کر رہی ہے لیکن پھر اس کے سر درد کا خیال کر کے خاموشی سے کمرے میں کوچ کر گیا۔

ایک سندر شیتل شام ڈھلے

ہاں بولو پھر کیا ہو ؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

!! وہ جس کا ملنا ناممکن

!وہ مل جائے تو کیسا ہو؟

=========

کمرے میں ہمیشہ کی طرح اندھیرا تھا۔اس کی ذات جہاں ہوتی تھی وہاں اندھیروں کا ہی کام کرتی تھی۔ وہ سگریٹ کے گہرے گہرے کش بھر رہا تھا۔چہرے سے ماسک غائب تھا اور کمرے میں اس کے علاوہ صرف ایک شخص اور موجود تھا۔اس کا سب سے قریبی شخص۔

"تم نے بختاور کو کیوں مار دیا؟"

وہ سامنے ہی بیٹھا تھا۔بڑی سے مونچھوں کے نیچے سیاہی مائل ہونٹ،جو ضرورت سے زیادہ سگریٹ نوشی کی وجہ سے سیاہ سے تھے۔بال لمبے تھے اور پونی میں بندھے تھے۔وہی ایک شخص تھا جو سکارپیو سے اس طرح سوال کر سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"غداری کر رہا تھا سالا حرامی! دو بار مال لے کر گیا اور دونوں بار کوئی نہ کوئی جھول تھا۔ معلوم پڑا ہے کہ فوج کے کسی ایجنٹ کے ساتھ مل گیا تھا۔ خبری کا کام کر رہا تھا۔"

اس نے تفصیلاً کہا اور بات کے آخر میں سگریٹ کا لمبا کش بھرا۔ جنید نے اسے غور سے دیکھا۔ اس کی ہلکی ہلکی مونچھوں کے نیچے ہلکے گلابی لبوں میں سگریٹ دبی تھی۔ ہلکی بڑھی ہوئی بیرڈ تھی۔ آنکھیں کشمیر کے سبزے کی مانند تھیں اور سر کے بال خوبصورتی سے ماتھے پر بکھرے تھے۔ وہ ایک اٹھائیس سالہ نوجوان تھا۔

"اگر فوج کو اس کی موت کی خبر ملی تو وہ بلبلا اٹھے گی۔"

جنید نے اس کے چہرے کے نقوش سے نظر ہٹا کر بولا تھا۔ وہ مسکرا دیا۔ اس کی مسکراہٹ بھی خوبصورت تھی لیکن اس کے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"چلو اسی بہانے فوج کی کچھ 'توجہ' مل جائے گی۔"

وہ طنزیہ مسکرا کر سر جھٹک گیا اور سگریٹ کو دوبارہ لبوں سے لگایا۔

"فوج کی توجہ کا مطلب ہے کہ ہمارا دھندا ٹھپ ہو جائے گا۔"

جنید نے اسے حقیقت کا آئینہ پکڑانا چاہا۔

"ابھی تک کوئی ایسا فوجی پیدا ہی نہیں ہوا جو 'ابر آش اعوان' کو ہاتھ ڈال سکے۔"

وہ مسکرا کر بولا تو جنید اس کی مسکراہٹ دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا۔

"تم کیوں آ گئے اس راہ میں؟ خوبصورت ہو۔ پڑھے لکھے ہو۔ اچھی خاصی نوکری تھی۔ ہر چیز تو تھی۔ ایک اچھی زندگی تھی۔ پھر یہ راستہ کیوں اختیار کر لیا؟"

وہ جتنا بھی خاص سہی، لیکن اس کا اصل نام لینے کی اجازت تو جنید کو بھی نہیں تھی۔

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ وہ سر جھٹک گیا۔ ایک آسودہ سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر سرسرانے لگی۔

"اچھی زندگی؟ ہاہاہا!! وہ زندگی جیل تھی میرے لیے۔ توقعات اور ذمہ داریوں کی جیل۔ میں آزادی، طاقت اور کنٹرول چاہتا تھا۔ ایک ولن ہو کر مجھے یہ سب مل رہا تھا تو مجھے کیا چاہیے تھا۔ اور اس کے علاوہ۔۔۔ دیکھا جائے تو ہیرو اور ولن میں فرق ہی کیا ہوتا ہے؟ صرف نقطہ نظر کا؟ وہ دوسروں کو بچاتا ہے۔ اور ولن خود کو۔ اور خود کو بچانا، خود کو آزادی دینا، دنیا کے کسی قانون میں غلط نہیں ہوتا۔"

وہ ایک ایک لفظ کے ساتھ سگریٹ کے کش بڑھ رہا تھا۔ پورے کمرے میں سگریٹ کا دھواں پھیلا تھا اور جگہ جگہ چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ کمرے میں روشنی بس اتنی سی تھی کہ وہ بس ایک دوسرے کی شکل دیکھ پارہے تھے۔ آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھے ہوئے جنید اس کی باتیں سن رہا تھا۔ پھر وہ بھی متفق ہوتا دوبارہ سے سگریٹ کے کش بھرنے لگا۔

شاید نقصان کرنا غلط نہیں ہوتا، سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ آپ کو اندازہ بھی نہ ہو کہ آپ کا نقصان ہو رہا ہے۔ کوئی بھی اچھا یا برا نہیں ہوتا، بس اس کا زندگی جینے کا طریقہ الگ ہوتا ہے۔ اسے بتایا نہیں جاتا کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ اور اگر بتا بھی دیا جائے تو کچھ لوگ اسے لیکچر سمجھ کر ایک کان سے سن لیتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ اور دونوں کانوں کے درمیان دماغ تو کہیں آتا ہی نہیں۔

مرادِ شمن سنا ہے کل سے بھوکا لڑ رہا ہے
یہ پہلا تیر اس کو ناشتے میں جا لگے گا

==========

آج وہ دن آ پہنچا تھا جس دن مصفرہ اپنی جان کو ہتھیلی پر لیے ہسپتال میں داخل ہوئی تھی۔اس کی رپورٹ میں پتے کا کوئی مسلئہ بتایا گیا تھا۔اسے ہسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا۔ باھس اس کے ساتھ ہسپتال میں اس کا بھائی بن کر آیا تھا۔دونوں کے نام تبدیل کیے گئے تھے اور براق نے انہیں نئ آئی ڈی کارڈ دیے تھے جہاں دونوں کے باپ کا نام بالکل ایک جیسا تھا۔ مصفرہ یکدم سے مزید ایک بھائی ملنے پر پہلے تو خائف ہوئی لیکن پھر ہنس دی کہ چلو رشتے مل رہے ہیں تو شکر ادا کر کے قبول کرو۔ چاہے تھوڑی مدت کے لیے مل رہے ہیں۔

اسے ہسپتال میں داخل کر لیا گیا تھا۔ پورا دن بستر پر وہ بور ہوتی رہی۔ پھر جس وقت ڈاکٹر فریال اس کے کمرے میں داخل ہوئی، وہ جان گئی تھی کہ ان کا پلین کامیاب ہونے جا رہا ہے۔ دھڑکتے دل کے ساتھ وہ بستر پر جمی رہی۔اس کے بالوں میں لگی پھول والی پن میں جو کیمرہ لگا تھا، وہاں سے سب متوجہ ہوئے۔ براق، حماس اور منسا

بیسمنٹ میں ہی بیٹھے تھے۔ منسا نے فوراً آواز تیز کی تو ڈاکٹر فریال کی مسکراتی شکل پروجیکٹر پر ابھرنے لگی۔

"آپ کے پتے میں پتھریوں کا سائز، نارمل سائز سے بڑا ہے جس کی وجہ سے ہمیں پتا نکالنا ہو گا۔"

ڈاکٹر فریال نے بالکل پروفیشنل انداز میں اسے بتایا تھا۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کے جھوٹ کا کوئی شبہ تک نہ تھا۔

"کیا ڈاکٹر!! اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے کیا؟"

مصفرہ نے مصنوعی پریشانی سے پوچھا تو سب اس کی ایکٹنگ کی داد دے گئے۔ وہ مصفرہ کو ہسپتال کے کیمروں سے دیکھ سکتے تھے۔ لیکن وہ فریال کو مصفرہ کے چھوٹے کیمرے سے ہی دیکھ رہے تھے اور سن بھی۔

"آپ پریشان مت ہوں۔ یہ ایک چھوٹی سی سرجری ہو گی اور اس میں ہم آپ کا پتہ نکال دیں گے۔"

فریال نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولا تھا۔وہ نہایت اچھی اور خوش مزاج لڑکی لگ رہی تھی۔ صرف لگ رہی تھی۔سب اس کی حقیقت سے واقف تھے۔

"لیکن اس کے بعد کیا میری بہن ٹھیک ہو جائے گی؟"

باہس نے آنکھوں میں فکر سموئے،مصفرہ کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تو فریال نے مسکرا کر ان بہن بھائیوں کا پیار دیکھا۔براق نے باہس کا ہاتھ مصفرہ کے سر پر دیکھا تو دانت کچکچا کر رہ گیا۔اتنا بھی کریکٹر میں نہیں اترنا تھا!ہنہنہ!!

"جی وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ان کی بڑھتی درد کی وجہ سے آج رات ہم انہیں ہسپتال ہی میں اپنی زیر نگرانی رکھیں گے اور صبح آٹھ بجے ان کا آپریشن ہو جائے گا۔بس چند گھنٹوں کا آپریشن ہو گا۔"

ڈاکٹر فریال کی بات پر باہس نے سر ہلا دیا تو مصفرہ مصنوعی پریشانی سے ڈاکٹر کی جانب دیکھنے لگیں۔

"آپ پریشان مت ہوں! اگر سب ٹھیک رہا تو آپ کل ہی اپنے گھر واپس چلی جاؤ گی۔ یہ بالکل چھوٹا سا آپریشن ہو گا۔"

وہ فریال کی بات سن کے سر ہلا گئی۔ بالکل معصوم سی بچے کی طرح جسے بہلا پھسلا کر منالیا جاتا ہے۔اس کے جانے کے بعد باہس نے اس کے سر سے ہاتھ ہٹایا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ کیونکہ رات رکنا تو ان کے پلین میں شامل نہیں تھا۔

پھر وہ براق سے بات کرنے کے لیے باہر چلا گیا۔ براق نے دل پر ہزاروں پتھر رکھ کر انہیں ہسپتال رکنے کی اجازت دے دی لیکن وہ فوج کے کچھ سپاہیوں کو فارمل کپڑوں میں ان کی حفاظت کرنے بھیج چکا تھا۔وہ رات براق نے کانٹوں پر گزاری تھی۔ پریشان تو منسا بھی تھی اس لیے وہ ساری رات بیسمنٹ میں ہی بیٹھی رہی۔ حماس بھی کمپیوٹر کے آگے بیٹھا رہا۔ کوئی ایک بھی اپنے کمرے میں نہ گیا۔ سب کو مصفرہ کی ٹینشن ستا رہی تھی۔اور وہ محترمہ ہسپتال میں خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ اسے جو ادویات دی جاتیں، باہس بڑی چالاکی سے انہیں ضائع کر دیتا۔اور جو ڈرپ لگائی جاتی، باہس اسے بھی سادہ پانی سے بدل دیتا۔

اسی طرح وہ اپنی اور اس مشن کی حفاظت کرتے رہے۔
اس رات صرف ایک شخص سویا تھا اور وہ موصوف کوئی اور نہیں "مصفرہ مغل" ہی تھی۔ جس کی زندگی کی وجہ سے وہ سب پریشان تھے۔ سب سے سکون کی نیند وہی سو رہی تھی۔

کمبخت ضبط غم تجھے غارت کرے خدا
یوں لگ رہا ہے کہ میں پریشان ہی نہیں

براق اس کے پر سکون چہرے کو سکرین پر دیکھتا ہوا ساری رات کئی سوچوں سے لڑتا رہا تھا۔ وہ اس کی زندگی میں پہلے کوئی مقام نہیں رکھتی تھی، پھر وہ اسے پسند نہ آئی، پھر اسے اس کا ہوناا چھا لگنے لگا، اس کی خاموشی اسے بری لگنے لگی، اس کی نظروں کا ملاپ ہمیشہ اس کے دل کی حالت تہس نہس کر دیتا۔ وہ اس کی زندگی میں بہت خاص مقام پر پہنچ گئی تھی۔ اس کی ماں کے بعد۔۔۔ وہ پہلی عورت تھی جس اس کے دل کو بھلی لگنے لگی تھی۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ جذبات کی روانی میں بہہ کر وہ اظہار کر بیٹھے۔ کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ مصفرہ اس پر بھروسہ کرنے لگی تھی، وہ اس کے ساتھ خود کو محفوظ سمجھنے لگی تھی۔اور براق مرزا ایسا مرد نہیں تھا کہ اپنے دل پر حکمرانی کرنے والی پہلی عورت کا اعتبار توڑ ڈالے۔ وہ تب تک خاموش رہے گا جب تک اسے مصفرہ کی جانب سے اجازت کا اشارہ نہ مل جائے۔ مصفرہ مغل اگر براق مرزا کے ارد گرد خود کو محفوظ تصور کرتی تھی تو براق پر واجب کر دیا گیا تھا کہ اس کا محافظ بن کر رہے۔

اک فقط تجھ سے تغافل نہیں برتا میں نے

ورنہ ہر ذات سے مغرور ہوئے پھرتا ہوں

براق اور حماس خفیہ طریقے سے ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں گھسے تھے۔ رات کے پہر کوئی ایمر جنسی نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتال کافی سنسان پڑا تھا۔ کچھ دیر کے لیے ہسپتال کا سکیوریٹی سسٹم فریز کر دیا گیا اور ایسا کرنے والی منسا ہی تھی۔ پھر براق

اور حماس نے نہایت شاطر طریقے سے ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں اس مقام پر چھوٹا سا کیمرہ نسب کیا تھا، جہاں سے وہ پورے کمرے کا منظر بھی دیکھ سکتے تھے اور وہاں ہونے والی باتیں بھی سن سکتے تھے۔ جن چور قدموں سے وہ آئے تھے، ویسے ہی وہ واپس بھی گھر آ چکے تھے۔

==========

شہر خوشاب کی فضاؤں پر گہرے بادلوں نے راج کیا تھا۔ بارش کے قطرے برسنے کو تیار تھے جنہیں بادل زور و شور سے تھامے ہوئے تھا۔ پورا شہر خوشاب اندھیرے کی لپیٹ میں تھا۔ سیاہی ایسی تھی کہ عجیب کشمکش میں مبتلا کر دے۔ پوری رات جاگنے کی باعث براق کی آنکھوں میں لال ڈورے موجود تھے۔ حماس اور منسا اپنی نشست پر پہنچ چکے تھے۔ حماس سکیورٹی کا انتظام دیکھ رہا تھا اور منسا سارے کیمروں کا۔ براق بلیک شرٹ کے ساتھ بلیک کارگو پینٹ پہنے، سر پر پی کیپ جمائے، آنکھوں میں سیاہ رنگ کے لینز لگائے، منہ پر ماسک چڑھائے کھڑا تھا۔ وہ بس نکلنے ہی والا تھا۔

www.novelsclubb.com

دوسری جانب مصفرہ کی آنکھ معمول کے مطابق فجر کی اذان پر کھلی تھی۔ باہس کو اس کے وارڈ میں آنے کی اجازت براق نے نہیں دی تھی۔ اب اس نے اٹھ کر اپنے بال سمیٹے۔ ہاتھ میں لگی ڈرپ کو اتار کر پھینکا۔ اور کپڑے درست کرتی وہ واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ جائے نماز باہس سے منگوانے کے بعد اس نے نماز پڑھی اور اپنی سلامتی کی دعا مانگی۔ منسا اسے دعا مانگتا دیکھ کر مسکرا دی۔ وہ واقعی اب دعا کرنے لگی تھی۔ ناجانے کیا دعا کرتی تھی لیکن وہ ہاتھ ضرور اٹھاتی تھی۔ اور انسان کچھ نہ مانگے لیکن خالی ہاتھ ہی اٹھا کر اسے مخاطب کرلے تو پروردگار اس کے دل میں دبی دعاؤں کو پورا فرما دیتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ! میں آپ سے ناجانے کتنے عرصے بعد کچھ مانگ رہی ہوں۔ اس یقین کے ساتھ کہ آپ میری دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ! مجھے ہمت دینا اور میری حفاظت فرمانا۔ اس مشن کو کامیاب فرمانا اور ہماری محنتوں کو رائیگاں مت جانے دیں ا۔ ہم جس ملک کے لوگوں کی سلامتی کے لیے لڑ رہے ہیں، ان کی حفاظت فرمانا۔"

وہ آمین کہتی درود شریف پڑھتی جائے نماز سمیٹ گئی۔جب اٹھی تو سیدھا کیمرے کی جانب دیکھا اور مسکرا کر اشارہ کر دیا۔دوسری جانب ان تینوں نے سگنل ملتے ہی اپنا اپنا کام شروع کیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو باہس نے اسے ہسپتال کا مریضوں والا یونیفارم دیا۔اس نے سر ہلا کر وہ پہن لیا۔راتوں رات جو ساری کاروائی ہوئی تھی،وہ اس سب سے واقف تھی کیونکہ وہ پلین کا حصہ تھی۔

قریباً ساڑھے سات بجے کے قریب نرسیں اسے چیک کرنے آنے لگیں۔مصفرہ کے دل کی رفتار سست پڑنے لگی۔وہ اس سے کچھ چیزیں پوچھ رہے تھے جن کا وہ ہوں ہاں میں جواب دیتی گئی۔باہس پریشان سا پاس کھڑا تھا۔پوری رات تو وہ بھی سو نہیں سکا تھا کیونکہ سیکیورٹی زیادہ ضروری تھی۔

"جی تو شائنہ!"

اس نے مصفرہ کا نقلی نام لیا تھا جو کاغذات پر درج کیا گیا تھا۔ڈاکٹر فریال کا مسکراتا چہرہ بہت معصومانہ تھا کہ مصفرہ کو ایک لمحے کے لیے لگا کہ وہ ایسی ہو ہی نہیں سکتی لیکن پھر سر جھٹک گئی۔

"مجھے معلوم ہے تم اپنی سرجری کو لے کر پریشان ہو لیکن ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں، میں یہ سرجری کئی بار کامیابی کے ساتھ پہلے بھی کر چکی ہوں۔ ہم تمہارا بھرپور خیال رکھیں گے اور بذات خود میں اس سرجری میں ساتھ ہوں گی۔"

ڈاکٹر فریال نے اس کے چہرے پر نرم سا ہاتھ رکھتے ہوئے بولا تو وہ کچھ پیچھے ہوئے اور پھر سر ہلا گئی۔وہ پریشان تھی، لیکن مشن کو لے کر۔اسے بھروسہ تھا براق پر لیکن پریشان ہونا فطرتی تھا۔

کچھ دیر بعد اسے آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔اسے کل رات سے بھوکا رکھا گیا تھا جس کی وجہ سے اسے اب شدت سے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی جو خوف کے احساس کو بڑھا رہی تھی۔اسے آپریشن تھیٹر میں لیٹا دیکھ کر حماس اور منسا نے ایک

دوسرے کی جانب دیکھا تھا اور پریشانی سے لب کاٹے تھے۔ وہ اپنی بہن کے لیے پریشان تھا تو منسا اپنی دوست کے لیے۔ البتہ براق وہاں موجود نہیں تھا۔

"آپ کونسا anesthesia دینے جا رہے ہیں؟"

مصفرہ کے سوال پر ڈاکٹر فریال چونکی۔

"ہم جنرل anesthesia دیں گے۔"

اس کے علاوہ وہاں ایک اور ڈاکٹر موجود تھا۔ مصفرہ نے اس کے کورٹ پر لکھی پٹی پڑھی تو چونک گئی۔ اس شخص کے چہرے کو دیکھا تو وہ سرجیکل ماسک میں تھا اور سر پر بھی سرجیکل ٹوپی موجود تھی۔ ڈاکٹر اکبر۔ دوسرا امہرا۔ اس کے علاوہ وہاں صرف دو نرسیں موجود تھیں۔ وہ کل چار لوگ تھے۔ دو ڈاکٹر اور باقی دو نرسیں۔

"لیکن جنرل کی کیا ضرورت تھی۔ لوکل anesthesia سے بھی سرجری ممکن تھی۔"

مصفرہ کے سوال پر ڈاکٹر فریال اور ڈاکٹر اکبر کی نظریں ملی تھیں۔

"ریلیکس! یہ آپ کی بہتری کے لیے ہی ہے۔آپ کو تکلیف کا احساس ہی نہیں ہو گا اور سر جری مکمل ہو جائے گی۔"

نرس اب انجیکشن بھر کر اس کی کلائی کی جانب لا رہی تھی۔ فریال اس سے ہلکی ہلکی باتیں کرنے لگی جس کے جواب وہ خاموشی سے دیتی گئی۔جب انجیکشن میں موجود دوا نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو اسے اپنے اعصاب پر سکون ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ذہن پر پڑا بوجھ ہلکا ہوتا گیا۔آنکھوں کی بار اٹھنے سے منہ موڑ گئیں اور مصفرہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔ اس کو نیند میں جاتا دیکھ کر ڈاکٹر فریال اور ڈاکٹر اکبر نے طنزیہ مسکراہٹ سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"آج مالک کو خوش کر دیں گے۔ تین دن پہلے آرڈر مکمل ہو جائے گا۔"

وہ مسکرا کر گویا ہوا تو پاس موجود نرس بھی ایک دوسرے کو دیکھتیں اپنے کام میں مصروف رہیں۔انہیں منہ بند رکھنے کے اتنے پیسے ملتے تھے جتنے میں وہ اپنا ایمان آرام سے بیچ سکتی تھیں۔

"تو بتاؤ کونسا والا گردہ نکالیں اس ننھی کلی کا؟ دائیاں یا بائیاں؟"

اس سے پہلے کہ اکبر کوئی جواب دیتا،ایک نرس ہانپتی ہوئی آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی۔وہ سب چونک گئے۔ان چاروں کے علاؤہ اندر آنے کی اجازت کسی کو نہیں تھی۔

"میم! نیچے۔۔نیچے بیسمنٹ میں آگ لگ گئی ہے۔"

اس کے کہنے کی دیر تھی کہ اکبر اور فریال کی آنکھیں صدمے سے کھل گئیں۔

"جاؤتم دونوں دیکھ کر آؤ۔۔۔معماملہ کیا ہے۔"

فریال نے اس نرس کو جانے کا اشارہ کیا اور خود دوسری موجود دونوں نرسوں سے کہا تو وہ فوراً نیچے کی جانب بھاگیں لیکن آدھے رستے میں انہیں پلٹنا پرا کیونکہ آگ کے شعلے اب اوپری منزل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔

"اکبر! اگر نیچے موجود مال کو کچھ ہو گیا تو ہماری موت پکی ہے۔نہ صرف موت بلکہ دردناک موت۔وہ پاگل انسان ہمیں جان سے ماردے گا اور رحم بھی نہیں کھائے گا۔"

فریال نے پریشانی سے کہا تھا۔ وہ اس کمرے میں موجود بے ہوش وجود کو یکسر بھول چکے تھے۔ انہیں اپنے نقصان کی فکر لگ گئی تھی۔ تبھی وہی دونوں نرسیں واپس آئیں تو پورے ہسپتال میں سکیورٹی الارم بجنے لگے۔ لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔

"میم۔۔نیچے سب آگ کی لپیٹ میں آگیا ہے اور جلد ہی اوپری منزل کو بھی آگ اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ فائر بریگیڈ کو بلایا ہے لیکن وقت لگے گا۔ ہمیں نکلنا ہو گا۔"

وہ ہانپتی ہوئی خوف سے بول رہی تھیں۔ پورے ہسپتال میں افراتفری پھیلی تھی۔

فریال نے اکبر کی جانب ہراساں نظروں سے دیکھا۔ پھر مصفرہ کو۔

"اس کا کیا کریں؟"

سوال اکبر کی جانب سے تھا۔

"بھاڑ میں بھیجو! جہاں اتنا نقصان ہو گیا وہاں ایک اور گردے کا سہی۔"

وہ اپنے ہاتھوں سے سرجیکل دستانے اتارتے ہوئے باہر کی جانب لپکی تو سب اس کے پیچھے ہسپتال سے نکلتے گئے۔ سب کو صرف اپنی اپنی جان عزیز تھی۔ سارے مریض اور سٹاف وہاں سے نکل چکا تھا۔ کیونکہ آگ بیسمنٹ میں لگی تھی اور وہاں کوئی موجود نہیں تھا تو کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ اوپری منزل تک آگ پہنچنے سے پہلے ہی سب وہاں سے فرار ہو چکے تھے۔ انہیں اس جلتی آگ کی چنگھاریوں میں خود کی ذات کی میت جلتی ہوئی نظر آنے لگی تھی۔ وہ سکار پیو کے ہاتھوں اپنے انجام سے واقف تھے۔ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے وہ سڑک پر بیٹھتی چلی گئی۔ کچھ دیر میں فائر بریگیڈ آگئی تو آگ بجھ گئی لیکن جو آگ آج ان کے سینوں میں لگی تھی اسے اب کوئی نہیں بجھا سکے گا۔

شعلۂ آہ کو بجلی کی طرح چمکاؤں
پر مجھے ڈر ہے کہ وہ دیکھ کے ڈر جائیں گے

ہم نہیں وہ جو کریں خون کا دعویٰ تجھ پر

بلکہ پوچھے گا خدا بھی تو مکر جائیں گے

آگ دوزخ کی بھی ہو جائے گی پانی پانی

جب یہ عاصی عرق شرم سے تر جائیں گے

==========

دوسری جانب وہ سرپٹ بھاگتا ہوا آپریشن تھیٹر کے سامنے پہنچا تھا۔اس نے دروازہ کھولا تو کوئی بھی موجود نہیں تھا۔نہ ہی مصفرہ۔اس کا مطلب وہ پلان بی پر شفٹ ہو چکے تھے۔وہ آگے بڑھا اور جہاں کیمرہ فٹ کیا تھا وہاں سے نہایت احتیاط سے کیمرہ نکال لیا۔اس نے ایک زائد کیمرہ بھی چھپایا تھا،وہ بھی اتار کر جیب میں ڈال چکا تھا۔خالی سٹریچر پر وہ نظر ڈالتا باہر نکل کر ہسپتال کی پچھلی جانب کے ایک کمرے میں آیا۔وہاں کی کھڑکی کا شیشہ توڑ کر وہ جب ہسپتال کی پچھلی جانب پر نکلا تو وہاں پہلے سے ایک گاڑی موجود تھی۔وہ فوراً سے آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہی وہ پیچھلی سیٹ کو دیکھنے لگا۔ باھس نے گاڑی زن سے آگے بڑھا دی اور اپارٹمنٹ کے رستے پہ ڈال دی۔براق نے نظریں گھما کر پچھلی سیٹ پر

موجود مصفرہ کے بے ہوش وجود کو دیکھا تھا جو ایک چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔وہ ابھی بھی ہسپتال کے کپڑوں میں موجود تھی۔اس نے اسے ہر طرح سے محفوظ دیکھ کر گہرا سانس بھرا اور سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

وہ آئندہ مصفرہ کو اپنی جان خطرے میں ڈالنے نہیں دے گا۔ایک اور عہد کیا گیا۔

لیکن فوج کئی عہد تڑواتی ہے اور کئی پورے کروا دیتی ہے۔

ہر لفظ کو کاغذ پہ اُتارا نہیں جاتا
ہر نام سر عام پکارا نہیں جاتا
ہوتی ہے محبت میں کئی راز کی باتیں
ویسے ہی تو اس کھیل میں ہارا نہیں جاتا

=======

قریباً چار گھنٹوں کے بعد اس کی آنکھ کھلی تو اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔وہ بھاری ہوتے سر کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ذہن ساتھ دینے سے انکاری تھا، مدھم آوازیں اسے سنائی دینے لگیں لیکن الفاظ گڈ مڈ ہوتے گئے۔وہ سر

دونوں ہاتھوں میں تھامے دوبارہ بستر پر لیٹ گئی اور آنکھوں کی بار کو گرنے کی اجازت دے دی۔

ناجانے کس وقت اس کی آنکھ کھلی تھی۔ کمرے کی کھڑکیوں پر پردے گرے تھے۔ وہ اب کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی۔ سر بھاری تھا لیکن اب وہ ہمت کر سکتی تھی۔ اس نے وقت کا اندازہ لگانا چاہا تو پردوں کی وجہ سے اندازہ نہ لگا پائی۔

حلق میں اگتے کانٹوں کے باعث اس نے پانی کے لیے ہاتھ بڑھانا چاہا تو اسے محسوس ہوا وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ یہ کمرہ اس کا نہیں تھا۔ کسی انہونی کے احساس کے تحت اس نے چاروں اطراف میں نگاہیں دوڑائیں۔ کچھ بھی قابل اعتراض نہ لگا۔ بستر بھی نرم و گدار تھا۔ لیکن یہ اس کا کمرہ نہیں تھا۔ اسے سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتی یا مدد کے لیے کسی کو پکارتی، کمرے کا دروازہ وا ہوا اور منسا اندر داخل ہوئی۔ اسے بستر پر بیٹھا دیکھ کر خوشی سے اس کی جانب لپکی۔

"تم اٹھ گئی۔ کیسا محسوس کر رہی ہو؟"

منسا کو دیکھ کر اسے سکون محسوس ہوا۔ وہ ہلکا سا مسکرا دی۔ لیکن مشن کا کیا بنا؟؟

"میں ٹھیک ہوں لیکن مشن؟؟"

اس کی فکر مندی پر منسا مسکرا دی۔

"ہمارا مقصد کامیاب ہو گیا۔ جو ہمیں معلومات چاہیے تھیں وہ حاصل ہو گئی ہیں۔ الحمداللہ!"

منسا نے اسے بازؤں سے تھام کر مسکرا کر بتایا تو وہ بھی صحیح دل سے مسکراتی الحمداللہ کہہ گئی۔

"تمہیں بھوک لگی ہو گی۔ فریش ہو جاؤ تو پھر میں کھانا لاتی ہوں تمہارے لیے۔"

منسا بالکل بہنوں کی طرح اسے پیار سے بولتے ہوئے اٹھنے لگی تو مصفرہ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"یہ کس کا کمرہ ہے؟"

اسے کمرہ انجان لگا تو وہ پوچھ بیٹھی۔

"اوہاں! براق سر کر کمرہ ہے۔ اصل میں تم بے ہوش تھی۔ ہسپتال سے نکلتے ہوئے کچھ فی میل نرسوں نے مدد کی تھی لیکن یہاں تو صرف میں موجود تھی۔ اور

www.novelsclubb.com

براق سر نے کسی کو اجازت نہیں دی تھی کہ وہ تمہیں ہاتھ لگائے۔انہیں معقول نہیں لگا۔اس لیے بس کسی طرح میں تمہیں یہاں تک لے آئی۔تمہارے بے ہوش وجود کے ساتھ میں سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتی تھی۔"

منسا نے ایک ہی سانس میں ساری بات بتائی تو مصفرہ پہلے گنگ سی اسے سنے گئی۔پھر یکدم لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔اس شخص کے لیے احترام مزید بڑھ گیا۔

"یہاں تک لائی کیسے ہو؟"

وہ بستر سے اٹھ کر کپڑے سیدھے کرتے ہوئے بولی۔

"مت پوچھ بہن! اپنے ان نازک ہاتھوں سے تمہیں وہیل چیئر پر بٹھایا تھا۔اور جیسے تمہیں بستر پر پٹخا تھا۔اف۔وزن کم کر لو تم ذرا اپنا۔دیکھنے میں تو پھول لگتی ہو لیکن وزن تمہارا اگلدستے جتنا ہے۔"

اس کی بے تکی سی بات پر مصفرہ کمرے سے نکلتے ہوئے ہنس دی۔اسے ابھی بھی ہلکے ہلکے چکر محسوس ہو رہے تھے جو شاید بھوک کی وجہ سے تھے۔اس لیے وہ منسا کے سہارے چل رہی تھی۔اسے باہر نکلتا دیکھ کر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے

تھے جو کچن میں نا جانے کیا کر رہے تھے۔ کچن سے ہی اسے ہاتھ ہلا کر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ مصفرہ اور منسا نے حیرت سے انہیں دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیں۔ وہ نہایت فوکس سے کوئی چیز پکا رہے تھے۔ یہ آئیڈیا بھی حماس کا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ مصفرہ کو اچھے سے ٹریٹ دی جائے۔ اس کے بہانے وہ خود کی پیٹ پوجا کا بھی سوچ رہا تھا۔ آخر کتنا لمبا عرصہ ہوا تھا اس نے براق کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھایا تھا۔

براق نے مصفرہ کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی تو خود بھی پر سکون ہوتا اپنے کام میں دوبارہ مگن ہو گیا۔ مصفرہ بھی منسا کے ساتھ اپنے کمرے میں فریش ہونے چلی گئی تھی۔

مصفرہ کے ہسپتال سے صحیح سلامت آنے کے بعد سب نے اسے آرام سے کمرے میں لٹایا تھا۔ ڈاکٹر کو بلا کر چیک کروایا گیا۔ اور اس کے بعد بیسمنٹ میں جا کر ساری ریکارڈنگ چیک کی تھی۔ وہ ایلفا کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کیا سچ میں اتنا آسان تھا کیا؟؟؟؟

www.novelsclubb.com

"یار تم نے ٹاپنگ خراب کر دی ہے حماس!"

براق نے کسٹرڈ کا بیڑہ غرق ہوتا دیکھا تو گہرے صدمے سے بولا کم چیخا زیادہ۔

"پیٹ میں ہی جانی ہے۔ٹاپنگ والی جائے یا سادہ ہی۔"

حماس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے کہا اور ساتھ ہی کسٹرڈ پر بنائے نقش و نگار کو فخریہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔اس نے براق کی جانب دیکھا جو کسٹرڈ کو ناامیدی اور مایوس کن تاثرات سے دیکھ رہا تھا۔حماس نے اپنی سبز آنکھیں گھما کر اپنے بھائی سے نظریں ہٹالی تھیں۔

"یہ دیکھیں سر۔۔۔ایسے کاٹنے ہیں نا؟"

باہس نے اسے سلاد کے لیے کٹا ہوا پیاز دکھایا تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"گول کاٹنے کو بولا تھا باہس!!"

وہ ان دونوں سے تنگ آچکا تھا جو زبردستی اس کے ساتھ کچن میں گھسے تھے اور وہ نہ چاہ کر بھی انہیں برداشت کر رہا تھا۔کچن کی حالت قابل رحم تھی۔ براق اپنی طرف سے سارا بکھیڑا ساتھ ساتھ سمیٹ رہا تھا لیکن وہاں دو نمونے ایسے بھی

موجود تھے جو ایک کام بھی ٹھیک سے کرنے کی بجائے، تمام بکھیرہ ڈالنے میں کامیابی سے اپنا کردار ادا کر رہے تھے۔ وہ تنگ آکر انہیں کچن سے نکال چکا تھا بلکہ دھکے مار کر نکال چکا تھا۔

"اب سارا کام ہو گیا تو کریڈٹ لینے کے لیے ہمیں باہر نکال دیا۔ ہنہنہ!"

حماس نے اونچی آواز میں بولا تا کہ کچن تک آواز پہنچ جائے۔ اس کی بات پر بریانی کو دم لگاتے براق نے دانت کچکچائے تھے۔

"تمہیں لگتا ہے اتنی فضول چیزوں کا کریڈیٹ میں لوں گا؟؟"

وہ گھور کر اسے دیکھ کر بولا تھا جواب ڈائننگ پر باہس کے ساتھ منہ پھلائے بیٹھا تھا۔ حماس نے تیزی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سر دیکھیں، پیاز تو کھانا ہی تھاںا۔۔اب گول کاٹ کر کھائیں یا باریک کاٹ کر۔ کیا فرق پڑتا ہے؟"

باہس آنکھیں مٹکا مٹکا کر اپنی معصومیت کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ براق اس کی بات پر نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیا۔ پھر انہیں ٹیبل لگانے کا بول کر مصفرہ اور منسا کو نیچے

آنے کے لیے کال کردی۔ وہ اب خود فریش ہونے کے لیے چلا گیا تھا۔ میز سجانے کے بعد باہس اور حماس بھی شاور لینے چلے گئے۔

کچھ دیر بعد سب ٹیبل پر موجود تھے۔ منسا اور مصفرہ ایک جانب بیٹھی تھیں اور دوسری جانب باہس اور حماس بیٹھے تھے۔ جبکہ درمیانی نشت خالی تھی۔ براق کو ہیڈ کوارٹر سے فون آیا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک طرف ہوتا ہوا کال سن رہا تھا۔ سب میز پر بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ مصفرہ نے اب کی بار سفید رنگ کی کھلی شرٹ پہن رکھی تھی، جس کے نیچے سیاہ کھلے پانچوں والا ٹراؤزر تھا اور گلے میں سٹالر لاپرواہی سے موجود تھا۔ نہانے کے بعد بالوں کو ڈرائے کر کے کھلا ہی چھوڑ رکھا تھا۔ جبکہ منسا نے سادا شلوار قمیض کے ساتھ گلابی رنگ کا حجاب اوڑھ رکھا تھا۔

"یہ سب ہم نے خاص تمہارے لیے بنایا ہے مصفرہ۔"

حماس نے شوخی سے کہا تو وہ مسکرا دی۔ نہانے کے بعد کافی حد تک وہ بہتر محسوس کر رہی تھی۔

"اگر تو یہ تم نے بنایا ہے تو مجھے آج رات بھوکا سونا پڑے گا۔"

منسا نے حماس کو دیکھتے ہوئے بولا تو وہ جواباً حیرت سے منہ کھول گیا۔

"یہ اچھی بات نہیں ہے منسا کی بچی!"

اس نے دانت کچکچا کر بولا تو وہ اسے زبان دکھا کر مزید چڑا گئی۔ مصفرہ اور باہس نے ان کی بچوں جیسی حرکتوں پر حیرت سے منہ کھولے انہیں دیکھا تھا اور پھر دونوں ایک ساتھ ہنس دیے۔ براق ان سے کچھ فاصلے پر فریش سا کھڑا تھا۔ سفید شرٹ کے ساتھ بلیک سادہ ساٹراؤزر پہن رکھا تھا، ماتھے پر بال، ہلکی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ وہ مصفرہ کے ہنستے چہرے کو دیکھتا گیا۔ بات کرتے کرتے وہ بات بھولنے لگا۔ بمشکل اپنی نگاہیں ہٹا کر وہ اپنی بات ختم کرتا کھانے کی میز تک آیا جہاں سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔ حالانکہ وہ کہہ کر گیا تھا کہ باقی سب شروع کریں لیکن براق کے بغیر کسی نے نوالہ بھی نہیں توڑا تھا۔

"تم لوگوں سے ویسے بھی مجھے یہی امید تھی۔ لیکن دیکھنا مصفرہ، میری بہن ، میرے ہاتھ کا کھانا ضرور کھائے گی۔"

اس نے آنکھیں مٹکا کر ایک امید سے مصفرہ کی جانب دیکھ کر کہا تھا۔ مصفرہ نے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے اپنے لیے احترام اور محبت نظر آئی۔ لیکن وہ اس وقت اسے چڑانے کے موڈ میں تھی۔

"بالکل نہیں! صحت اپنی جگہ، بھائی چارہ اپنی جگہ۔"

اس کے دوٹوک کہنے پر حماس منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔ باہس نے ہنستے ہوئے اس کا کھلا منہ بند کیا۔

"میرے بھائی تیری کوئی عزت نہیں ہے۔مان لے!! نہ ہی تجھ پر کھانے کے معاملے میں کسی ایک کو اعتبار ہے۔"

باہس کے ہنس کر کہنے پر منسا بھی کھلکھلا کر ہنس دی۔ اس کی ہنسی میں مصفرہ نے بھی ساتھ دیا۔ براق بھی مسکرا کر اپنی نشست سنبھال گیا۔

"اب صحیح بتاؤ، کھانا کس نے بنایا ہے؟"

مصفرہ نے کھانے کی ڈشز کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔ دیکھنے میں تو اچھی لگ رہی تھیں اور بریانی کی خوشبو بھی سارے میں پھیلی تھی۔ لیکن اس کی نظر اپنے پسندیدہ چیز پاستہ پر تھی۔

"یار مصفرہ کیسا سوال ہے یہ؟ تمہیں لگتا ہے یہ دونوں نکھٹو کسی کام کے ہیں؟ ظاہر سی بات کے براق بھیا نے بنایا ہوگا۔"

منسا نے جیسے مصفرہ کی عقل پر ماتم کیا تھا۔ باہس اور حماس نے صدمے سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور اپنی بے عزتی پر کلس کر رہ گئے۔ اتنی محنت و مشقت کی تھی انہوں نے۔۔ ہر چیز بگاڑنے میں۔۔۔۔۔

"پھر ٹھیک ہے۔ مسٹر ایجنٹ پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔"

مصفرہ نے حماس اور باہس کو مزید تنگ کرتے ہوئے بولا تھا۔ براق نے اسے دیکھا جو مسکراہٹ دباتی حماس اور باہس کو دیکھ رہی تھی۔ منسا بھی مسلسل ہنس رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"براق سر! میں تو کہتا ہوں کہ مصفرہ کا ایک بار چیک اپ کروالیں۔ کہیں کوئی گردہ وردہ نکال ہی نہ لیا ہو۔"

باہس کی آواز میں اب کی بار شرارت تھی۔ مصفرہ نے اسے گھورا تو وہ اسے ناک سکڑ یتا چڑا گیا۔

"ہاں اس نے گردہ تو جادو کے ذریعے نکالنا تھانا۔ کوئی کٹ وٹ نہیں لگا ہوا۔"

مصفرہ نے اسے گھور کر بولا تھا جو بھوک کے مارے اب سلاد کھانے لگا تھا۔ اس کی بات پر سب ہنس دیے۔

"چلیں پھر شروع کرتے ہیں۔"

براق نے کہتے ہوئے سب کو کھانے کی جانب متوجہ کیا جو ابھی تو گرم تھا لیکن کچھ دیر میں ٹھنڈا ہونے کا ڈر تھا۔ بریانی کا پہلا لقمہ منہ میں جاتے ہی مصفرہ نے براق کی جانب دیکھا جو رائتہ اپنی پلیٹ میں ڈال رہا تھا۔ اس نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"آرمی نے پہلے باورچی رکھا ہوا تھا آپ کو؟"

اس کے بے تکے سوال پر سب ہنس دیے۔

"نہیں! مجھے کھانا بنانا پسند تھا تو میں نے خود سیکھا۔"

براق کے سادہ سے جواب پر وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ براق اور سیدھا سادا جواب۔؟ کوئی طنز نہیں؟ کوئی بے عزتی نہیں؟

وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تو براق نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ ہلکا سا مسکرا دیا اور مصفرہ کے دل نے یکدم رفتار پکڑی تھی۔ اس ظالم کے ڈمپل اور پھر اس کی وہ قاتلانہ مسکراہٹ۔ وہ تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ نظریں پھیر گئی۔ گالوں پر نہ جانے کیوں ہلکی ہلکی سرخی ابھری تھی۔ وہ منہ پر ہاتھ پھیرتی خود کو نارمل کرنے لگی۔ منسا کسی بات پر حماس کو تنگ کر رہی تھی اور باہس بھی اسکا ساتھ دے رہا تھا۔ وہ ساتھ ساتھ کھانے کے ساتھ انصاف بھی کر رہے تھے۔

"کیا تم منع ہو سکتے ہو؟"

مصفرہ نے آہستہ آواز میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ وہ اس کی کرسی کے دائیں جانب بیٹھی تھی۔

"کس چیز سے؟"

www.novelsclubb.com

وہ حیرت سے چاولوں کا چمچ منہ میں ڈالنے سے پہلے بولا۔ مصفرہ نے اسے دیکھا جو معصوم تھا یا شاید بن رہا تھا۔

"مجھے کنفیوز کرنے سے۔"

اس نے ہلکا سا جھنجھلاتے ہوئے بولا اور یونہی اپنی پلیٹ میں چمچ ہلانے لگی۔

"میں تو کچھ بولا بھی نہیں۔"

وہ حیرت سے اپنی صفائی پیش کرنے لگا۔

"دوبارہ میری طرف دیکھ کر مسکرائے تو تمہارا منہ نوچ لوں گی۔"

وہ اسے ہاتھ میں پکڑا کانٹا دکھاتے ہوئے دبا دبا چلائی، لیکن باقی سب کا لحاظ کرتے ہوئے فوراً کانٹا نیچے بھی کر دیا۔

براق اس کی بات پر مسکرا دیا۔ پھر سے۔۔ وہی خوبصورت مسکراہٹ اور سونے پر سہاگہ، وہی دل نشیں ڈمپل۔ اس کی مسکراہٹ کی چمک اس کی گہری آنکھوں میں بھی جا رہی تھی۔

"اب کیا میں ماسک لگا کر بیٹھ جاؤں؟"

معصومیت سے سوال کیا گیا۔

"میری بلا سے ماسک لگاؤ یا پلاسٹ سرجری کرواؤ۔بس مجھے دیکھ کر اپنے دانت اندر رکھا کرو۔"

وہ گھور کر بول رہی تھی۔ براق مسلسل مسکرا رہا تھا۔اس نے گھور کر اپنی توجہ کھانے کی جانب مبذول کر لی اور ساتھ ہی باقی سب کے ساتھ بھی باتوں میں مگن ہو گئی۔البتہ براق کے چہرے پر مسکراہٹ تو جیسے چپک کر رہ گئی تھی۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چکا اور پھر وہ سب اٹھ کر بیسمنٹ میں آ گئے۔

میں نے دیکھا تو دیکھا کہ چاند ستارے رہتے ہیں
تری آنکھوں میں تو کہکشاں کے نظارے رہتے ہیں

تری آنکھیں ہیں کہ جنت نظیر کا خوبصورت ٹکرا
جس میں قدرت کے رنگ و بوا تنے سارے رہتے ہیں

==========

وہ سیاہ شرٹ پر سیاہ کورٹ پہنے ہوئے تھا۔ فارمل سیاہ پینٹ اور جیل سے سیٹ ہوئے بال۔ منہ پر ماسک چڑھائے، آنکھوں میں نیلے رنگ کے لینز چڑھا رکھے تھے۔ شرٹ کے اوپری تین بٹن کھلے تھے جس سے اس کی وسیع چھاتی کچھ حد تک منظر عام پر تھی۔ کورٹ کے سارے بٹن کھلے تھے۔ گلے میں لٹکتا بچھو کا وہ لاکٹ چمک دار تھا۔ جب جب روشنی اس پر ٹکراتی تو وہ چمک اٹھتا۔ وہ سرد سے تاثرات کے ساتھ سامنے موجود دو لوگوں سے بات کر رہا تھا۔ اسے ایک ڈیل کنفرم کرنی تھی۔ سامنے موجود دو آدمیوں نے سارے معاملات تہہ کرنے کے بعد ہاتھ بڑھایا تو وہ ہلکا سا مسکرا کر دونوں سے باری باری ہاتھ ملا گیا۔

یہ بڑی بڑی پارٹیز کے ساتھ ایک ملن پارٹی تھی۔ جو اس گناہ میں نئے ہوں، وہ ایک دوسرے سے مل کر اپنے رابطے بڑھا سکیں۔ ان میں سے ہر کوئی ایک دوسرے سے زیادہ طاقتور بننا چاہتا تھا لیکن وہ چند سالوں پہلے آیا سکارپیو نامی شخص ان سب کی طاقت جلد ہی چھین چکا تھا اور باقی سب اس کے ماتحت ہونے پر مجبور ہو چکے تھے۔

اس کی سفاکی سے ہر ایک شخص واقف تھا۔ وہ سب جانتے تھے کہ اسے جلد ہی آرگن سمگلنگ کا بادشاہ مانا جانے والا تھا۔ وہ اس برائی، گناہ اور سفاکی کی دنیا میں جلد ہی اپنا ایک مقام حاصل کرنے والا تھا۔ ابھی بھی پورے پاکستان میں جتنی آرگنز کی سمگلنگ ہو رہی تھی وہ اس کے انڈر ہی ہو رہی تھی۔ کوئی اس کی اجازت کے بغیر آرگنز ریڈ مارکٹ تک پہنچانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ اس لیے سب کو آہستہ آہستہ اپنی شکست قبول کرنی پڑی۔

"آپ سب کو یہاں بلانے کا مقصد میری برائیاں کرنا نہیں ہے بلکہ آپس میں بہتر تعلقات استوار کرنا ہے۔ تاکہ ہم ریڈ مارکٹ میں اپنا ایک مقام بنا سکیں۔ امید ہے بہت جلد میں ریڈ مارکیٹ میں اس ملک کی آرگن سمگلنگ کا بادشاہ بن جاؤں۔ باقی کیا کرنا ہے آپ لوگوں کو، وہ آپ سب بہتر جانتے ہیں۔"

ابر آتش اعوان نے مائک ہاتھ میں پکڑے سب کو متوجہ کر دیا تھا۔ وہ جہاں ہوتا تھا، سب کی نظروں کا مرکز ہوتا تھا۔ آج تک کسی نے اس کا چہرہ تو دور کی بات اس کا اصل نام بھی نہیں جانا تھا۔ وہاں موجود لوگ چھوٹے سے چھوٹے عہدوں سے

لے کر بڑے سے بڑے عہدے دار تھے لیکن کوئی بھی آج تک ابر آش اعوان کو جان نہیں پایا تھا۔وہ کیا تھا،اس کی کمزوری کیا تھی،وہ کہاں سے آیا تھا۔۔۔کوئی کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔اورانسان جن چیزوں سے واقف نہیں ہوتا،ان سے زیادہ خوف کھاتا ہے۔ ابر آش کی غذا بھی خوف تھی۔

اس کی بات پر سب نے یکجا سر ہلا کر جیسے اپنی ہار کو تسلیم کیا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا،جنید ایک جانب سے بھاگتا ہوا سٹیج کی جانب آیا اور ابر آش کی جانب جھک کر کچھ کان میں بولا۔ابر آش نے مائک کو ہاتھ کی مٹھی سے ڈھک لیا۔

"خوشاب کے ہسپتال میں آگ لگ گئی ہے۔ساراجماشدہ مال جل کر راکھ ہو گیا ہے۔ہسپتال کا بہت نقصان ہوا ہے۔"

اس کی بات پر ابراش نے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں۔وہ بھری محفل میں چیخ و پکار کر کے کوئی تماشہ نہیں لگاں اچاہتا تھا۔

اس کی جعلی نیلی آنکھوں میں نفرت اور ذلت کا تاثر ابھرا تھا۔وہ مائک وہیں رکھتا،سب کے درمیان سے نکلتا ہوا ہوٹل کے اندرونی حصے کی جانب بھر گیا۔اپنے

کمرے تک پہنچتے ہوئے اس نے کورٹ اتار کر جنید کے منہ پر تقریباً مارا تھا۔ کف فولڈ کرتا ہوا وہ لفٹ سے نکلا تو جنید نے اپنے لب تر کیے۔ وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے، ابرآش نے دروازہ بند کر کے کمرے کی ہر چیز پکڑ کر نیچے پھینکنا شروع کر دی۔ انداز بالکل ٹھنڈا الگ رہا تھا لیکن گردن اور بازوؤں کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ آنکھوں میں سرخی پھیل گئی تھی۔

"وہ دو سو گردوں کا آرڈر تھا جنید!! اب تک کا سب سے بڑا آرڈر جوان دو نکموں کو میں نے دیا تھا۔"

اس نے ایک ایک چیز کمرے میں موجود تمام شیشوں پر دے ماری تھی۔ جنید خاموشی سے کھڑا تھا۔ ابرآش نے کھینچ کر چہرے سے ماسک اتارا تو اس کے عنابی لب منظر عام پر آئے۔ اس کی آنکھیں فلوقت نیلی تھیں، لیکن اس کی آنکھیں 'سائرن' شکل کی تھیں۔ بڑی بڑی لیکن شاطرانہ۔

"کہاں ہیں وہ دونوں!! بلاؤ انہیں!"

اس نے اب کی بار قریباً دھاڑتے ہوئے بولا تھا۔

"دیکھیں سر! ڈھنڈے دماغ سے کام لیں، وہ بہت کام کے بندے ہیں۔انہیں ایک موقع دیں۔"

جنید نے ڈرتے ڈرتے سمجھانا چاہا۔اس کے غصے کے عوض وہ تمیز کے دائرے میں آیا تھا۔

"موقع دوں؟؟"مائے فٹ!"

وہ اسے اپنی سرد نگاہوں سے دیکھتے ہوئے چیخا۔

"سر! ہمارے پاس وہ اس علاقے میں سب سے بہترین کوراپ کے لیے ہیں۔انہیں مارنے کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا۔"

جنید کی بات پر وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔سچ تو یہی تھا کہ اس علاقے میں جتنے بھی ہسپتال تھے، وہ ان میں سے سب سے قابل ہسپتال تھا اور پھر فریال کا وہ خود کا ہسپتال تھا تو کسی کو کسی قسم کا کوئی شک بھی نہیں ہوتا تھا۔وہ ہر کام آسانی سے کر سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میری طرف سے انہیں ایک ایک وارننگ لیٹر بھیج دو۔اور ہاں پارسل کرتے ہوئے بچھوڈالنامت بھولنا۔"

وہ کہتا ہوا واشروم میں گھس گیا۔ارادہ ٹھنڈے پانی سے شاور لے کر اپنے اعصاب پر سکون کرنے کا تھا۔وہ ایسے ہی غصے میں شدید ردعمل دیتا تھا اور جنید ہمیشہ اسے سنبھالتا تھا۔کچھ اس لیے بھی دونوں میں کافی بے تکلفی تھی۔

"پاک فوج نے اپنا وار کر ہی دیا۔"

جنید واشروم کے بند دروازے کو دیکھ کر بڑبڑایا اور پھر گہری سانس بھر کر پچھلے ہوئے کمرے کو دیکھا۔روم سروس بلا کر جلدی سے کمرے کی صفائی کروائی۔تب تک وہ فریش سا پر سکون ہو کر باہر آیا تو دونوں بیٹھ کر اپنا اگلا وار تیار کرنے لگے۔

سمندر سارے شراب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے
گناہ نہ ہوتے ثواب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

کسی کے دل میں کیا چھپا ہے، بس خدا ہی جانتا ہے
دل اگر بے نقاب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

تھی خاموشی فطرت ہماری، جو چند برس بھی نبھ گئی
گر ہمارے منہ میں جواب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

ان کی نظریں نہ جان پائیں اچھائیاں ہماری محسن
ہم جو سچ میں خراب ہوتے، تو سوچو کتنے فساد ہوتے

==========

www.novelsclubb.com

موسم پھر سے ابر آلود ہو گیا تھا۔ اگست اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا لیکن بارشیں زور و شور پر تھیں۔ آئے دن بادل اور بارش کی جنگ میں بارش جیت جایا کرتی تھی اور بادل بھی ہار مان کر مینہ کے قطروں کو زمین زادوں پر نچھاور کر دیتے تھے.

ایسے میں وہ دونوں منہ بولے بہن بھائی، ہاتھوں میں کافی کے مگ تھامے لاؤنج کی کھڑکی کھولے بارش کو انجوائے کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے ہی سب کھانے کے بعد بیسمنٹ میں گئے تھے۔ کچھ چیزیں ڈسکس کی تھیں۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ 'سکارپیو' نامی شخص جس کی وہ بات کر رہے تھے، وہ وہی ماسک مین تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ماسک مین لیڈر تھا اور فریال اس کا دائیاں بازو اور اکبر بائیاں بازو تھا۔ وہ سب اب ہلین بی پر شفٹ ہو گئے تھے۔ تھکاوٹ کے باعث وہ سب جلدی اپنے کمروں میں کوچ کر گئے لیکن مصفرہ کے کہنے پر حماس اس کے ساتھ کافی پینے بیٹھ گیا تھا۔ وہ ساتھ ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے۔ کھڑکی کے دائیں جانب کے صوفے پر مصفرہ تھی اور اس کے سامنے والے صوفے پر حماس بیٹھا تھا۔

"ویسے تمہیں کیا لگتا ہے مصفرہ۔۔۔ کہ پینڈا کو غصہ آتا ہو گا؟"

حماس کے بے تکے سے سوال پر مصفرہ نے اسے اچنبے سے دیکھا۔ پھر ہلکا سا گھور کر گویا ہوئی۔

"میں تمہیں نیشنل جیو گرافک کا چینل لگتی ہوں؟"

اس کے طنز پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"میں دیکھ رہا تھا تمہاری جنرل نالج کیسی ہے۔"

وہ ہنس کر کہتا ہوا کافی کے گھونٹ بھر گیا۔

"اور یہ فضول کو راپ مار کے تم نے اپنی ناموجود کامن سینس کا ثبوت پیش کیا۔"

وہ بھی آبرو اچکا کر اسے ایک اور طنز کر گئی۔اس کی بات پر حماس دانتوں کی نمائش کر گیا۔

"کامن سینس تو ہر ایک میں ہوتی ہے۔مجھ میں بھی تھوڑی بہت لازماً ہو گی۔"

حماس نے اسے یقین دلاتے لہجے میں بولا تو مصفرہ اپنی مسکراہٹ دبا گئی۔

"You know, common sense is not common in common people.”

اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے مگ لبوں سے لگایا تو حماس منہ وا کیے اسے دیکھنے لگا جو اس کی بے عزتی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔

"تم میری بہن نہ ہوتی تو میں تمہیں جواب دے دیتا۔ لیکن ایک بھائی کا ظرف اتنا بڑا ہوتا ہے کہ وہ اپنی بہن کو جیتنے دے سکتا ہے۔"

حماس نے لمبی لمبی چھوڑنا اپنا فرض سمجھا تھا۔ وہ اس کی بات پر ہنس دی۔ حماس اسے ہنستا دیکھ کر خود بھی ہنس دیا۔ وہ منہ بولی بہن ہی سہی لیکن وہ اسے بہن سمجھتا تھا۔

حماس کا ماننا تھا کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے ناموجودہ تمام رشتوں کو کسی نہ کسی طرح پورا کرنا چاہتا تھا۔

"ایک پرسنل سوال پوچھوں؟"

اب کی بار حماس کا انداز کچھ سنجیدہ تھا۔ اس کی گہری سبز آنکھوں میں تجسس تھا۔

"پوچھو۔ جھجک کیوں رہے ہو۔"

مصفرہ نے مسکرا کر اجازت دی تھی۔ کافی کے چند آخری گھونٹ باقی تھے۔

"تم نے اپنا گھر کیوں چھوڑا؟ مطلب اکیلے کیوں رہنا پسند کیا؟ اور تمہارے والدین؟"

www.novelsclubb.com

وہ ایک کے بعد ایک مشکل سوال کر رہا تھا۔ مصفرہ کے چہرے سے مسکراہٹ سمٹ گئی۔ خوف کے سائے اس کے چہرے پر لہرانے لگے۔ ماضی کی اذیتوں نے دماغ کے کسی گہرے حصے میں ڈیرہ جمانا شروع کیا۔ پایاب ہوئے زخم یکدم سے اکھڑنے لگے۔ وہ سر جھکا گئی۔ اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر حماس پریشان ہوا۔

"اٹس اوکے! تمہیں میرے سوالات کے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ریلیکس!"

وہ کافی کا مگ ٹیبک پر رکھتے ہوئے، صوفے پر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے اس کی بات پر مصفرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ آنکھوں میں التجا تھی کہ پلیز یہ نہیں۔ بس یہ نہیں۔ باقی جو بھی پوچھ لو چلے گا۔ وہ آنکھوں ہی میں اسے تسلی دے کر پانی پلا گیا۔ حماس نے کچھ دیر تک اس کا موڈ واپس بحال کر دیا تھا۔ پھر وہ دوا لیتی سونے کے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تو حماس بھی اپنے کمرے کو کوچ کر گیا۔

اک مدت سے اجڑے ہی چلے آتے ہیں
اک لمحے میں کہاں ہم نے سنور جانا ہے

جس طرح رات گئی وہ دن بھی گیا ہاتھوں سے
اسی طرح ہم نے بھی اسی شام گزر جانا ہے

============

صبح کی نماز کے بعد جب سورج نے اپنے پر پھیلائے تو سب صاف آسمان کو دیکھ کر کلس کر رہ گئے۔ بارش کی پیش گوئی تھی لیکن بارش کے آثار تو نظر نہ آتے تھے۔

رات کی بارش سے موسم خوش گوار ہو گیا تھا۔ سب بیسمنٹ میں موجود اپنے دماغوں کے گھوڑے دوڑا رہے تھے۔ انہوں نے سکار پیو پر گہرا وار کیا تھا لیکن اس کی جانب سے فلوقت خاموشی تھی۔

"ہمیں کچھ ایسا کرنا ہو گا کہ وہ ماسک مین اپنے خول سے باہر نکل آئے۔"

باہس کی بات پر سب نے یکجا سر ہلایا۔

"لیکن اتنے نقصان کے باوجود بھی اگر وہ خاموش بیٹھا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب کی بار اس پر کاری وار کرنا ہو گا۔"

www.novelsclubb.com

منسا کی بات پر سب سوچ میں پڑ گئے۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس نے فریال اور اکبر کو دوسرا موقع دیا ہو؟"

مصفرہ کچھ سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔اس کی بات پر براق چونکا تھا۔وہ بھی یہی سوچ رہا تھا۔

"اگر ایسا ہو سکتا ہے تو اس کا مطلب۔۔۔۔"

حماس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اگر ان سے ایک اور غلطی ہوئی تو وہ اپنے بل سے باہر آ سکتا ہے۔"

باہس نے بات مکمل کی۔اب سب کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔

"اگر ہم ان سے ہی کوئی غلطی دوبارہ کروا دیں تو؟؟"

سوال حماس کی جانب سے تھا۔جس پر براق نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

"نہیں! وہ ماسک مین انہیں ختم کر دے گا یا ہمارے لائق نہیں چھوڑے گا۔"

اس کی بات پر سب متفق ہوئے۔

"تو پھر بلوچستان والی ٹیم سے کچھ مدد لے سکتے ہیں۔"

مصفرہ کے آئیڈیا پر سارے چونکے تھے۔سب اس بارے میں سوچنے لگے۔جب براق کے ہاتھ میں کلیو آئے تھے اور ماسک مین کا معلوم ہوا تھا تو انہیں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ بہت وسیع کیس ہے۔اسی لیے سینیر آفیسرز کی جانب سے دو مزید مختلف جگہوں پر ٹیمز بھیجی گئی تھیں۔ان کی ٹیم بھی پانچ پانچ لوگوں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے بھی ایک ایک لیڈر تھا لیکن تینوں ٹیمز کو چلانے والا براق ہی تھا۔انہیں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے براق سے اجازت درکار تھی۔ابھی بھی وہ اپنے طور پر انفارمیشن ڈھونڈ کر ان تک پہنچاتے آئے تھے۔

"مصفرہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔بلوچستان والی ٹیم سے اگر مدد لیں تو ماسک مین اپنے دوسرے بڑے نقصان پر باہر نکل سکتا ہے۔"

حماس نے متفق ہوتے ہوئے بولا تھا۔اس کی بات پر سب سوچ میں پڑ گئے۔پھر تین پلین بنے۔ایک پلین میں وہ بلوچستان والی ٹیم سے مدد لینے والے تھے۔ دوسرے پلین میں وہ دوسری کراچی والی ٹیم سے مدد لینے والے تھے۔اور تیسرا

پلین، ماسٹر پلین تھا۔ جہاں کسی بھی چیز کا لحاظ کیے بغیر ایک خطرناک ترین پلین ترتیب دیا گیا تھا۔ جس میں ہر ایک کی جان کی بازی لگنے کا خطرہ تھا۔ لیکن پرواہ کسے تھی؟؟ اس ملک کے فوجی جب فوج میں داخل ہوتے تھے تو وہ راہ حق پر چل کر اپنی قوم کی ہر طرح سے رکھوالی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کئی راتیں جاگ کر سرحدوں پر محافظ بنے وہ ڈٹ کر مقابلے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ سچ کہتے ہیں کہ فوجی موت مٹھی میں لیے گھومتے ہیں۔ اسی طرح وہ پانچوں اس ملک کے محافظ بنے، موت کو مٹھی میں رکھے، اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ہی اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنے کو تیار بیٹھے تھے۔

لیکن شہادت ایسے تھوڑی ملتی ہے؟ وہ تو نصیب والوں کو ملتی ہے اور جسے مل جاتی ہے اسے تا عمر کے لیے امر کر دیا جاتا ہے۔ اور پیچھے بچنے والے شہیدوں کی شہادت پر نہ آنسو بہا سکتے ہیں اور نہ مکمل طور پر خوش ہو سکتے ہیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ کسے امر کیا جاتا ہے!!

اور دیکھتے ہیں کہ کس کے آنسو رو رو کر خشک ہونے والے ہیں۔

کسے کونسا نیا دھوکا ملنے والا ہے!!

اور کون غدار نکلنے والا ہے!!

راز۔۔۔ہر موڑ پر۔۔ہر سفر پر۔۔۔۔!!

==============

www.novelsclubb.com